ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-36

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

انعم مختار
پی ایچ ڈی اسکالر، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد
ڈاکٹر غلام فریدہ
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

سیکولرازم، شناخت اور جبر: ذوقی کے ناول مرگِ انبوہ میں اقلیتی مسائل کا تنقیدی مطالعہ

Anum Mukhtar
Ph.D. Scholar, Dept of Urdu. IIU, Islamabad.
Dr. Ghulam Farida*
Assistant Professor, Dept of Urdu. IIU, Islamabad.

Corresponding Author: **ghulam.farida@iiu.edu.pk**

Secularism, Identity, and Oppression: A Critical Study of Minority Issues in Zauqi's Novel Marg-e-Anbooh

Abstract
Musharraf Alam Zauqi's Novel Marg-e-Anbooh (2019) critically examines the challenges faced by minorities, especially Muslims, in contemporary India. The novel highlights pervasive fear, identity crises, political oppression, and media bias, revealing how these factors create a sense of insecurity and marginalization in a state that claims to be secular. Through its characters, events, and narrative, the novel exposes the tensions between India's constitutional ideals and the realities of majoritarian dominance, showing how systemic discrimination affects social, economic, and political life. Zauqi's work functions both as a literary creation and a socio-political commentary, emphasizing the urgent need for awareness, resistance, and protection of minority rights in an increasingly polarized society.
Key Words: *Musharraf Alam Zauqi, India, Novel, Muslims, Secularism.*

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-36

برصغیر کے ادبی و سماجی منظرنامے میں اقلیتوں کے وجود، ان کی شناخت، اور ان کے مسائل ہمیشہ سے ایک اہم اور حساس بحث کا حصہ رہے ہیں۔ خصوصاً معاصر ہندوستان میں مذہبی شناخت کا مسئلہ جس شدت کے ساتھ ابھر کر سامنے آیا ہے، اس نے ادیبوں اور دانشوروں کو نئے فکری سوالات کی طرف متوجہ کیا ہے۔ مشرّف عالم ذوقی معاصر اردو فکشن کے اُن منفرد اور جرات مند ناول نگاروں میں شامل ہیں جنھوں نے اپنے تخلیقی سفر میں سماجی جبر، مذہبی انتہاپسندی، شناخت کے *مرگِ انبوہ* بحران اور طبقاتی کشمکش جیسے موضوعات کو نمایاں حیثیت دی ہے۔ ان کا ناول *مرگِ انبوہ* نہ صرف ایک ادبی تخلیق ہے بلکہ ایک گہرا سماجی دستاویز بھی ہے جو سیکولر بھارت کے بوسیدہ ہوتے ہوئے ڈھانچے کو بے نقاب کرتا ہے. ناول *مرگِ انبوہ* 2019ء میں منظرِ عام پر آیا اور ۴۴۲ صفحات پر مشتمل یہ ضخیم تخلیق موجودہ ہندوستان کے سیاسی و سماجی منظرنامے کی نہایت جاندار تصویر پیش کرتی ہے۔ کا مفہوم دراصل اجتماعی یا منظم نسل کشی ہے، جسے انگریزی میں *Holocaust* کہا جاتا ہے۔ وہی اصطلاح جو ہٹلر کے دور میں یہودیوں کی منظم نسل کشی کے لیے استعمال ہوئی۔ ذوقی نے اپنے ناول کے لیے یہ عنوان بلاوجہ اختیار نہیں کیا بلکہ اس کے ذریعے وہ اس بھیانک حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ آج کے ہندوستان میں مسلمانوں کو جس خوف، عدم تحفظ اور اجتماعی نفرت کے ماحول کا سامنا ہے وہ کسی منظم سماجی و ذہنی نسل کشی سے کم نہیں۔ یہی وہ پس منظر ہے جو اس عنوان کو نہ صرف معنویت بخشتا ہے بلکہ ناول کے بیانیے کی شدت کو بھی واضح کرتا ہے۔

> "مرگِ انبوہ، قد آور ادیب مشرف عالم ذوقی کا ایسا ناول ہے، جسے اردو کے دامن میں ایک قابلِ قدر اضافہ کہنا چاہیے۔ منطق و فلسفے کی ڈور سلجھانے کی بجائے سیدھے سبھاؤ بات کہہ دی گئی ہے۔ مودی سرکار اور آر ایس ایس کی کارستانیوں، نام نہاد سیکولرازم، روز بروز کمزور ہوتی جمہوریت، جڑ پکڑ چکے فاشزم کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔"[۱]

مرگِ انبوہ جدید ہندوستان کے سماجی و سیاسی انتشار کی ایسی ادبی دستاویز ہے جو قومی بیانیے، سیکولر شناخت، اور اقلیتوں کے وجود کے حوالے سے نہایت اہم سوالات اٹھاتا ہے۔ ہندوستان کا آئین ایک کثیر الثقافتی، سیکولر اور تکثیری سماج کی ضمانت فراہم کرتا ہے، لیکن عملی فضا میں اس سیکولر تشخص کو مسلسل دباؤ اور چیلنجز کا سامنا ہے۔ ذوقی نے اس ناول میں ایسے ہندوستان کا نقشہ پیش کیا ہے جہاں اقلیتیں, خصوصاً مسلمان، اپنا تشخص قائم رکھنے، سماجی تحفظ حاصل کرنے، اور ریاستی بیانیے میں باوقار مقام پانے کے لیے شدید جدوجہد کرتی دکھائی دیتی ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-36

یہ ناول محض ایک کہانی نہیں بلکہ ایک فکری اور سیاسی مطالعہ ہے جس میں موجودہ ہندوستان کی بدلتی ہوئی ترجیحات، مذہبی سیاست، اور گروہی شناختوں کے تصادم کو نمایاں کیا گیا ہے۔ *مرگِ انبوہ* کے کردار، فضا، علامتیں اور واقعات مجموعی طور پر اس بحران کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو سیکولر ہندوستان کے نظریے اور عملی حقیقت کے درمیان موجود ہے۔

ہندوستان کی نظریاتی شناخت سیکولرزم، رواداری، تکثیریت اور مذہبی ہم آہنگی پر قائم ہے، لیکن ناول میں یہ شناخت ایک شکستہ خواب کی صورت میں سامنے آتی ہے۔ ذوقی کے پیش کردہ ہندوستان میں سیکولر اقدار کمزور پڑتی دکھائی دیتی ہیں اور اکثریتی سیاست ریاستی بیانیے پر اثر انداز ہو کر اقلیتوں کے وجود کو مشکوک بنا دیتی ہے۔ مساوات اور قانون کے اصول محض کاغذوں تک محدود محسوس ہوتے ہیں جب کہ عملی رویے ایک غیر متوازن سماجی ڈھانچے کو ظاہر کرتے ہیں۔ ناول اس تضاد کو فکری اور علامتی انداز میں سامنے لاتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ سیکولر ہندوستان کا خواب ایک ایسی حقیقت میں بدل رہا ہے جو بے یقینی، خوف اور عدم اعتماد سے عبارت ہے۔ اس تناظر میں اقلیتوں کے مسائل صرف سماجی یا معاشی نہیں رہتے بلکہ بنیادی انسانی حقوق، شناخت اور وجود کے بحران میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

ناول میں اقلیتوں کے سب سے بڑے مسئلے کے طور پر خوف ایک مسلسل اور مرکزی کیفیت کے طور پر ابھرتا ہے۔ کرداروں کی نفسیات، ان کے اندیشے اور ان کی روزمرہ زندگی اس خوف کی نمائندگی کرتے ہیں جو انہیں اپنے ہی وطن میں غیر محفوظ بنا دیتا ہے۔ یہ عدم تحفظ جمہوری اداروں پر کمزور اعتماد، مذہبی بنیادوں پر بڑھتے ہوئے تشدد، اور اجتماعی عدم برداشت کے بڑھتے رجحان سے پیدا ہوتا ہے۔ ناول کی فضا ایسے ماحول کو ابھارتی ہے جہاں اقلیت کا ہونا ہی خطرہ بن جاتا ہے اور فرد کو اپنے وجود کا بوجھ ہر لمحہ اٹھانا پڑتا ہے۔

ناول میں اقلیتوں کی مذہبی شناخت ایک ایسے بوجھ کے طور پر سامنے آتی ہے جو انہیں سماجی بہاؤ سے دور اور ذہنی دباؤ میں مبتلا کر دیتا ہے۔ فرد کا "انسان" ہونا نہیں بلکہ اس کا "اقلیتی شناخت کا حامل ہونا" پہلے نمایاں ہوتا ہے، جو اسے نہ صرف مشکوک بنا دیتا ہے بلکہ اسے سماجی سطح پر حاشیے پر بھی دھکیل دیتا ہے۔ ذوقی اپنے کرداروں کے ذریعے دکھاتے ہیں کہ اقلیتیں اپنی شناخت کے دفاع میں مسلسل جدوجہد کرتی ہیں اور اس جدوجہد کے دوران ان کا داخلی وجود ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ ان کے لیے اپنی شناخت برقرار رکھنا ایک چیلنج ہے، اور اس شناخت سے بچنا ناممکن۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-36

"مشرف عالم ذوقی ادیب سے کہیں زیادہ ایک مسلمان یا ہندوستانی بن گئے ہیں۔ انھیں ہندوستان میں مسلمانوں کی بقا کی فکر ہے۔ اور ہندوستان میں مسلمانوں کے بقا کے لیے حیران وپریشان ہیں۔"[۲]

ناول میں مذہبی سیاست ایک غالب قوت کے طور پر ابھرتی ہے جو ریاستی فیصلوں، سماجی رویوں اور عوامی بیانیے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اکثریتی سیاست اقلیتوں کے وجود کو ثانوی اور کمزور ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے اور انہیں ہم وطن کے طور پر قبول کرنے کے بجائے مشکوک نگاہوں سے دیکھتی ہے۔ اس طرح اقلیتیں سیاسی سطح پر محرومی کا شکار ہوتی ہیں، ان کے حقوق کمزور پڑتے ہیں، اور وہ طاقت کے مراکز سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ناول اس سیاسی جبر کو نہایت باریکی سے بیان کرتا ہے اور دکھاتا ہے کہ کس طرح ایک ریاستی بیانیہ اقلیتوں کے لیے مسلسل گھٹن کا باعث بنتا ہے۔

میڈیا ناول میں ایک ایسی قوت کے طور پر سامنے آتا ہے جو معاشرے کی سوچ اور عوامی تاثرات کو تشکیل دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جب میڈیا انصاف کے بجائے تعصب کا راستہ اختیار کرتا ہے تو وہ اقلیتوں کے بارے میں غلط تاثر کو عام کرتا ہے اور ان کے وجود کو خطرہ بنا کر پیش کرتا ہے۔ اس طرح میڈیا سماج میں نہ صرف فکری انتشار پیدا کرتا ہے بلکہ اقلیتوں کے خلاف نفسیاتی اذیت کو بھی بڑھا دیتا ہے۔ ناول اس بات کو واضح کرتا ہے کہ میڈیا کا تعصب سیکیولر ریاست کی روح کے لیے بھی خطرناک ہے اور اقلیتوں کے لیے بھی۔

"مرگِ انبوہ میں بھی انھوں نے وہی اندازِ تحریر اپنایا ہے جو وہ اپنے دیگر ناولوں میں اپناتے نظر آتے ہیں۔ ان کا ہر ناول مختلف موضوعات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہوتا ہے۔"[۳]

مشرف عالم ذوقی ایک محبِ وطن اور حساس لکھاری ہیں، اسی لیے وہ ہندوستان کے بدلتے ہوئے سیاسی و سماجی حالات پر گہری تشویش کا اظہار کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ *مرگِ انبوہ* میں اگرچہ بنیادی طور پر مسلمانوں کی مشکلات اور ان کے خلاف بڑھتے ہوئے تعصبات کو موضوع بنایا گیا ہے، لیکن مصنف دراصل ایک ایسے ہندوستان کا نوحہ بیان کرتے ہیں جہاں سات دہائیاں گزرنے کے باوجود مسلمان آج بھی اپنے وطن سے اپنی وفاداری ثابت کرنے پر مجبور ہیں۔ دوسری جانب ہندو معاشرہ خود بھی ذات پات کی صدیوں پرانی تقسیم میں اس قدر الجھا ہوا ہے کہ اس مذہب کے بہت سے پیروکار اس ناانصافی اور تفاوت سے سخت نالاں ہیں۔ اس کے باوجود موجودہ حکومتی ڈھانچہ ایک

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-36
ماخذ تحقیقی مجلہ

ایسے سیاسی بیانیے کو فروغ دیتا نظر آتا ہے جو ہندوستان کو مکمل طور پر ہندو ریاست میں تبدیل کرنے کا خواہاں ہے۔ یہ صورتِ حال مسلمانوں سمیت تمام اقلیتی برادریوں کو شدید عدم تحفظ، خوف اور بے بسی کا شکار بنا دیتی ہے۔

ناول میں ہندوستان کے نوجوانوں کی زندگی بھی اسی خوف اور غیر یقینی صورتِ حال سے گزر رہی ہے۔ ان کے ذہنوں میں ایک مستقل احساسِ عدم تحفظ موجود ہے جو انہیں ہر جگہ غیر محفوظ تصور کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ کہانی کے بیانیے سے واضح ہوتا ہے کہ مسلم نوجوانوں کا تعاقب کیا جاتا ہے، وہ ہر قدم پر کسی نادیدہ آہٹ کو محسوس کرتے ہیں، اور گھر کے بڑوں کی پریشانیاں ایک ایسے معاشرے کو عیاں کرتی ہیں جہاں والدین اپنی اولاد کے مستقبل کے بارے میں شدید اضطراب کا شکار ہیں۔

> "میں خود کو مفلوج و بے بس محسوس کر رہا ہوں۔ ہزاروں کی تعداد میں دیمک میرے جسم سے چپک گئی ہیں۔ مجھے کھوکھلا کر رہے ہیں۔ میرے پاس کوئی ایسی طلسمی طاقت بھی نہیں کہ اپنے بیٹے کو محفوظ رکھ سکوں۔"(۴)

اقلیتوں کے مسائل کے سلسلے میں ناول مرگِ *انبوہ* میں **خوف** ایک مرکزی اور حاوی علامت کے طور پر سامنے آتا ہے۔ کرداروں کے ذہنی اضطراب، ان کی گفتگو اور ان کے روزمرہ طرزِ عمل سے واضح ہوتا ہے کہ اقلیتیں اپنے ہی وطن میں غیر مرئی خطرات کے حصار میں جکڑ دی گئی ہیں۔ یہ خوف دراصل جمہوری اداروں پر کمزور اعتماد، مذہبی بنیادوں پر بڑھتے ہوئے تشدد اور اجتماعی عدم برداشت کے اس ماحول سے جنم لیتا ہے جس نے ہندوستان کے سیکولر تصور کو عملاً کمزور کر دیا ہے۔ ناول کی فضا یہ تاثر دیتی ہے کہ جیسے اقلیت کا ہونا ہی ایک جرم ہو، اور کسی فرد کا مذہبی پس منظر اس کی تمام تر شناخت پر غالب آ جاتا ہے۔ یوں خوف صرف ایک کیفیت نہیں رہتا بلکہ ایک مستقل سماجی حقیقت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

اسی تناظر میں ناول اقلیتوں کے شناختی بحران کو بھی نہایت گہرائی سے اجاگر کرتا ہے۔ مسلمانوں کے کردار مسلسل اس دباؤ کا سامنا کرتے ہیں کہ وہ خود کو ہر لمحہ "وفادار" اور "دیش بھکت" ثابت کریں، گویا ان کا ہندوستانی ہونا فطری نہیں بلکہ مشروط ہے۔ سیکولر ریاست میں شناخت فرد کی آزادی کا ذریعہ ہوتی ہے، مگر یہاں یہ ایک ایسی دفاعی ڈھال بن جاتی ہے جسے اٹھائے بغیر زندگی ممکن نہیں۔ اقلیتی کردار سماجی دھارے کا حصہ ہوتے ہوئے بھی مستقل مشکوک ٹھہرتے ہیں، اور معاشرہ انہیں انسان کے طور پر نہیں بلکہ سب سے پہلے اقلیت کے طور

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-36
ماخذ تحقیقی مجلہ

پر دیکھتا ہے۔ ذوقی اس نفسیاتی بوجھ کو نہایت فنی مہارت سے پیش کرتے ہیں، جہاں کردار اپنی بنیادی انسانی شناخت کی تلاش میں خود سماج اور ریاست دونوں سے مسلسل ٹکراتے رہتے ہیں۔

ناول کا ایک اور اہم پہلو مذہبی سیاست اور اکثریتی بیانیے کا پھیلتا ہوا جبر ہے۔ ذوقی واضح کرتے ہیں کہ کس طرح اکثریتی سیاست نے ریاستی اداروں، قانون سازی، عوامی جذبات اور میڈیا بیانیے پر قبضہ جما کر اقلیتوں کے وجود کو ہی مشکوک بنا دیا ہے۔ جب قومی شناخت کو مذہبی اکثریت سے مشروط کر دیا جاتا ہے تو اقلیتوں کے حقوق از خود ثانوی اور غیر متعلق ہو جاتے ہیں۔ انہیں اکثر ایسے افراد کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جو قومی اتحاد کے لیے خطرہ ہوں۔ یہ سیاسی جبر صرف پالیسیوں تک محدود نہیں رہتا بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں ان کے لیے رکاوٹیں پیدا کرتا ہے۔ ذوقی نے اس طاقت کے عدم توازن کو نہایت باریک بینی سے دکھایا ہے جس کی وجہ سے اقلیتی کردار نہ صرف سماجی بلکہ سیاسی طور پر بھی حاشیے پر دھکیل دیے جاتے ہیں۔

اسی طرح ناول میں میڈیا کو وہ عنصر دکھایا گیا ہے جو معاشرتی نفسیات اور بیانیے کی تشکیل میں فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے۔ میڈیا، جو ایک سیکیولر ریاست میں سچائی کا ترجمان ہونا چاہیے، یہاں حقیقت کو مسخ کرنے اور اقلیتوں کے خلاف شکوک پیدا کرنے کا آلہ بن جاتا ہے۔ اقلیتوں کے وجود کو خطرہ بنا کر پیش کرنا، واقعات کو مذہبی رنگ دینا اور اکثریتی جذبات کو بھڑکانا میڈیا کے اس کردار کا حصہ ہے جسے ذوقی نہایت شدت سے تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ جب اطلاعات کا نظام جانبدار ہو جائے تو پورا معاشرہ فکری انتشار کا شکار ہوتا ہے، اور اقلیتیں نفسیاتی جنگ کے میدان میں دھکیل دی جاتی ہیں جہاں ان کی شکست پہلے سے طے شدہ ہوتی ہے۔ ناول اس حقیقت کو بے نقاب کرتا ہے کہ میڈیا کی اس کردار نگاری نے سیکولر ہندوستان کے اجتماعی ڈھانچے کو اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے۔

> "میں کیا تھا۔۔۔ سچ کو غلط، ناجائز کو جائز کہہ رہا تھا۔ میں سچ اور حقیقت ہر ایک پر پردہ ڈال رہا تھا۔ اور یہ میرے حصے کا کام تھا، جو مجھے پوری ایمانداری کے ساتھ کرنا تھا۔ ہم کچھ لوگوں کو قبرستان بھیج رہے تھے کچھ کو پاکستان۔۔۔ اور کچھ کو غدار ٹھہرا رہے تھے۔"(۵)

ہندوستانی معاشرے میں ایسا ماحول تشکیل پا چکا ہے جہاں معصوم مسلمانوں کو معمولی سے شبہ یا بے بنیاد الزامات کی بنیاد پر سخت ترین سزاؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ذوقی نے *مرگِ انبوہ* میں بڑی جرأت کے ساتھ اس تلخ حقیقت کو بے نقاب کیا ہے کہ موجودہ نظام انصاف کے بنیادی اصولوں سے بہت دور جا چکا ہے اور اقلیتوں کے لیے زندگی ایک مسلسل آزمائش بن گئی ہے۔ ناول میں مصنف یہ دکھاتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان خالص جذبۂ حب

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-36

الوطنی کے تحت قومی پرچم لہرانے کی کوشش بھی کرے تو اسے اس سادہ سے عمل کی بھی اجازت نہیں دی جاتی۔ اس کی وفاداری پر سوال اٹھایا جاتا ہے، اس کے جذبات کو مشکوک سمجھا جاتا ہے اور اسے ایسے حالات میں دھکیل دیا جاتا ہے جہاں اس کی زندگی جہنم بن جاتی ہے۔

ذوقی اس المیے کو نہایت شدت سے بیان کرتے ہیں کہ وطن سے محبت کا اظہار، جو ہر شہری کا بنیادی حق ہے، مسلمانوں کے لیے الٹا سزا کا باعث بنتا ہے۔ ناول کے بیانیے میں ایسے کردار اور واقعات سامنے آتے ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ حب الوطنی کا دعویٰ اگر مسلمان کی زبان سے نکلے تو اسے دشمنی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کا نتیجہ بعض اوقات بے گناہ موت کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ مصنف نے نہ صرف اس ناانصافی کو نمایاں کیا ہے بلکہ اس ذہنی اور سماجی اذیت کو بھی بیان کیا ہے جس سے مسلمان شہری گزر رہے ہیں۔

ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ اکثریتی طبقے کے اسی رویّے کو مشرف عالم ذوقی نے اپنے ناول میں نہایت شدت اور سچائی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ مصنف ظاہر کرتے ہیں کہ کسی بھی مہذب، جمہوری اور تکثیری معاشرے میں ایسی زبان، ایسے تعصبات اور ایسے سلوک کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ تاہم موجودہ ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف جو طرزِ تکلم اور طرزِ عمل اختیار کیا جا رہا ہے، وہ نہ صرف غیر مہذب اور غیر انسانی ہے بلکہ ایک گہری سماجی بیماری کی علامت بھی ہے۔ یہ رویّہ محض وقتی سیاسی ردِ عمل نہیں بلکہ اس نفرت انگیزی کی ابتدا ہے جو رفتہ رفتہ شدت پسندی، تشدد اور معاشرتی تقسیم کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ذوقی اس صورتحال کو محض ایک کہانی کے پردے میں نہیں دکھاتے بلکہ ایک ایسے المیے کے طور پر بیان کرتے ہیں جو ہندوستانی معاشرے کی بنیادی روح، یعنی رواداری اور سیکولر اقدار، کو گہرا صدمہ پہنچا رہا ہے۔

> "میرے ہمسائیوں نے افطار پارٹی اور عید دونوں کا بائیکاٹ کیا۔ میرے پڑوسی خفیہ افسر نے صاف صاف کہا کہ آپ کے تہوار میں شامل ہونا ہمارے دھرم کے خلاف ہے۔"[۶]

ناول میں اس حقیقت کو نہایت مؤثر انداز سے نمایاں کیا گیا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کو صرف سماجی سطح پر ہی نہیں بلکہ معاشی اعتبار سے بھی منظم طور پر کمزور کیا جا رہا ہے۔ روزگار کے مواقع محدود کیے جا رہے ہیں، مالی وسائل تک رسائی مشکل بنا دی گئی ہے اور ترقی کے دروازے بند کر کے انہیں ایک ایسے معاشی محاصرے میں دھکیل دیا گیا ہے جہاں جینے کے بنیادی حق تک رسائی ایک چیلنج بن گئی ہے۔ مصنف نے مسلمان طبقے کی اسی بے بسی اور محرومی کو زبان دی ہے، جو حالات کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایسی سیاسی جماعتوں کی حمایت پر آمادہ ہو جاتا ہے جو

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-36

دراصل انہی کی بنیادیں کھوکھلی کرنے میں مصروف ہیں۔ یہ مجبوری ایک ایسی تلخ حقیقت بن کر سامنے آتی ہے جس میں لوگ اپنے ہی ہاتھوں اپنی نسلوں کے مستقبل پر پہرے بٹھا رہے ہیں اور لاعلمی یا بے بسی کے باعث اپنی اولاد کے لیے تباہی کا سامان فراہم کر رہے ہیں۔

"ہم جیتیں گے لیکن تب، جب لڑائی جاری رہے گی۔ ہم مٹھی بھر لوگ ہیں، جنگ اب بھی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف۔ اس نظام میں دھرم بھی آگیا ہے۔ ہمارے تمام بڑے انڈسٹریلسٹ بھی دھرم کو فروخت کر رہے ہیں۔ ایک بڑی آبادی کو دھرم کا افیون دے دیا گیا ہے۔"(۷)

ناول کے مطالعے سے یہ بھی آشکار ہوتا ہے کہ موجودہ ہندوستانی معاشرے میں مسلمانوں کی حیثیت بعض اوقات گائے سے بھی کمتر سمجھ لی جاتی ہے۔ یہ وہ افسوسناک ذہنیت ہے جسے مشرف عالم ذوقی نے نہایت جرأت اور بے باکی کے ساتھ بے نقاب کیا ہے۔ انہوں نے ہندوستانی سیاست اور معاشرت کے اس مکروہ چہرے کو طنزیہ اور علامتی انداز میں منظرِ عام پر لایا ہے، جہاں مذہبی تعصب، انتہا پسندی اور طاقت کے ناجائز استعمال کے ذریعے مسلمانوں کو مستقل خوف، بے بسی اور محرومی میں رکھا جاتا ہے۔ پورے ناول میں یہ بیانیہ ایک بیداری کی صورت میں سامنے آتا ہے، جس کا مقصد مسلمانوں کو یہ احساس دلانا ہے کہ جب تک وہ ان تلخ حقائق کو تسلیم نہیں کریں گے اور اپنے بنیادی انسانی، مذہبی، سیاسی اور معاشی حقوق کے لیے آواز نہیں اٹھائیں گے، اس وقت تک آزادیِ اظہار ایک خواب ہی رہے گی۔ ذوقی کا یہ بیانیہ دراصل ایک فکری تحریک ہے جو مسلمانوں کو بیداری، خودشناسی اور مزاحمت کی راہ دکھاتا ہے۔

"مطلب صاف ہے۔ اب وہ صاف صاف کہنا چاہتے ہیں کہ نشانے پہ آپ ہیں۔ نازیوں نے جو سلوک یہودیوں کے ساتھ کیا ہے وہی سلوک آپ کے ساتھ ہونے والا ہے۔"(۸)

ناول میں "بی مشن" ایک خفیہ اور زیرِ زمین تنظیم کے طور پر سامنے آتی ہے، جس کا وجود خود اس بات کی علامت ہے کہ ریاستی جبر اور معاشرتی ناانصافی نے مسلمانوں کو کس حد تک مجبور کر دیا ہے کہ وہ روایتی سیاسی و سماجی راستوں سے ہٹ کر متبادل اور پوشیدہ ذرائع اختیار کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ جہانگیر مرزا بھی انہی حالات کے دباؤ میں آکر اس مشن کا حصہ بنتا ہے، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ وہ محسوس کرتا ہے کہ یہ راستہ نہ اس کے اصولوں سے ہم آہنگ ہے اور نہ اس کے مستقبل کے لیے کوئی حقیقی امید رکھتا ہے۔ چنانچہ وہ مشن چھوڑ کر کمیونسٹ پارٹی سے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-36

وابستہ ہو جاتا ہے، جو بظاہر مساوات اور طبقاتی آزادی کا نعرہ لگاتی ہے، مگر حقیقت میں مسلمان کرداروں کے لیے یہ نیا راستہ بھی مکمل تحفظ فراہم نہیں کرتا۔

میں نے اسے جگہ کا نام بتایا تو وہ چونک گیا۔ "بی مشن"۔۔۔اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ گہری ہو گئی۔ اب یہی ایک راستہ ہے۔ اتنا کہ کر وہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ میں نے آٹو کیا۔ ایک عالیشان ٹاور کے دسویں مالے پر بی مشن کا آفس تھا۔ "(۹)

بی مشن کے افراد ایک ایک کر کے مرنے لگتے ہیں، اور ان کے قتل کو ایسے انداز میں پیش کیا جاتا ہے جیسے یہ حادثات یا گمنام ٹکراؤ کا نتیجہ ہوں، حالانکہ یہ سب خالصتاً **غیر قانونی اور منصوبہ بندی شدہ قتل** ہیں۔ ناول اس حقیقت کو نہایت شدت کے ساتھ آشکار کرتا ہے کہ ریاستی اداروں اور اکثریتی سماجی قوتوں کے باہمی گٹھ جوڑ نے مسلمانوں کو اس مقام تک پہنچا دیا ہے جہاں ان کی سیاسی وابستگیاں، نظریاتی سرگرمیاں اور حتیٰ کہ اُن کی نجی زندگی بھی ہمیشہ خطرے کی زد میں رہتی ہے۔ یہ امر نہایت معنی خیز ہے کہ مرنے والے تمام کردار مسلمان ہیں۔ یہ اس جانب اشارہ ہے کہ طاقت کے توازن میں کس فریق کو سب سے زیادہ نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ یہ سلسلہ اس بڑے بیانیے کا حصہ ہے جس میں مشرف عالم ذوقی مسلسل یہ دکھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہندوستان کا موجودہ معاشرہ، جو ظاہری طور پر خود کو سیکولر کہتا ہے، عملی طور پر اقلیتوں، خصوصاً مسلمانوں کے لیے ایک غیر محفوظ، غیر منصفانہ اور جبر سے بھرپور فضا قائم کر چکا ہے۔

بحیثیت مجموعی ناول مرگِ *انبوہ* ہندوستان میں اقلیتوں، خصوصاً مسلمانوں کے مسائل کو نہایت شدت اور فکری گہرائی کے ساتھ اجاگر کرتا ہے۔ ذوقی نے خوف، شناختی بحران، سیاسی جبر اور میڈیا کے کردار کے ذریعے یہ واضح کیا ہے کہ سیکولر ہندوستان میں اقلیتیں کس حد تک غیر محفوظ اور محروم ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ مرگِ انبوہ: ناول یا ایک طویل نوحہ، https://www.independenturdu.com، بتاریخ ۲۹ اکتوبر ۲۰۱۹ء، بوقت ۸ بج کر ۳۰ منٹ

۲۔ ذاکر فیضی، مشرف عالم ذوقی اور ناول مرگِ انبوہ (پٹنہ: قومی تنظیم، ۲۰۲۰ء) ص ۱۵

۳۔ آمنہ نایاب، مشرف عالم ذوقی کی ناول نگاری (مقالہ برائے ایم اے اردو) بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی، ملتان ۲۰۲۰ء، ص ۱۴۰

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-36

۴۔ مشرف عالم ذوقی، مرگِ انبوہ(لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۹ء) ص ۱۷۱

۵۔ ایضاً، ص ۲۲۲

۶۔ ایضاً، ص ۱۷۱

۷۔ ایضاً، ص ۳۰۱

۸۔ ایضاً، ص ۲۹۴

۹۔ ایضاً، ص ۲۲۱